ڈاکٹر محمد مشتاق احمد*

مسلمان حکمرانوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے والوں کی فقہ

[مصنف کی کتاب ''جہاد، مزاحمت اور بغاوت'' کی ایک فصل]

شیخ یوسف القرضاوی کی ''فقہ الجہاد'' میں ایک اہم بحث **مناقشة فقه جماعات العنف** کے عنوان کے تحت ہے، جس میں شیخ قرضاوی نے کوشش کی ہے کہ مسلمان ریاستوں میں حکومتوں کے خلاف خروج کے قائلین کی فقہ کے اہم مبادی سامنے لا کر ان کی غلطی واضح کی جائے۔ یہ بحث بہت مفید نکات پر مشتمل ہے۔

و من نظر الی جماعات العنف ، القائمة الیوم فی عالمنا العربی مثلاً (جماعة الجهاد، الجماعة الاسلامیة ، السلفیة الجهادیة ، جماعه انصار الاسلام ... انتهاء بتنظیم القاعدة) : وجد لها فلسفتها و وجهة نظرها ، و فقهها الذی تدعیه لنفسها ، و تستند بالادلة من القرآن و السنة، و من اقوال العلماء ۔(۱)

[جو بھی ان تشدد پسند جماعتوں کا جائزہ لے گا جو آج عرب دنیا میں قائم ہیں، جیسے جماعۃ الجہاد، الجماعۃ الاسلامیۃ، السلفیۃ الجہادیۃ، جماعۃ انصار الاسلام ۔۔۔ جن کی انتہا القاعدہ کی تنظیم پر ہوتا ہے، تو وہ دیکھے گا کہ ان کا ایک مخصوص فلسفہ، نقطۂ نظر اور فقہ ہے جس کا یہ اپنے لیے دعوی کرتی ہیں اور قرآن وسنت کے دلائل اور علما کے اقوال سے استدلال کرتی ہیں۔]

اس ضمن میں شیخ قرضاوی خصوصاً درج ذیل امور ذکر کرتے ہیں کہ ان تنظیموں کی نظر میں:

۱۔ مسلمانوں کے حکمران مرتد ہو چکے ہیں؛

۲۔ امام ابن تیمیہ کے مشہور فتوے کی رو سے ایسے حکمرانوں کے خلاف خروج واجب ہے؛

۳۔ یہ حکومتیں مسلمانوں پر غیر مسلموں نے مسلط کی ہوئی ہیں؛

۴۔ یہ حکمران برائی کو فروغ دیتے اور نیکی سے لوگوں کو روکتے ہیں اور اللہ کے حرام کردہ کاموں کو جائز ٹھہراتے ہیں؛

۵۔ مسلمان ریاست میں مستقل رہایش پذیر غیر مسلم عقد ذمہ توڑ چکے ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کو جزیہ نہیں دیتے؛

۶۔ مسلمان ریاستوں میں سیاحت یا تجارت کی غرض سے آنے والے غیر مسلم بھی مباح الدم ہیں کیونکہ ان کی

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر قانون، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔ mmushtaqiiui@yahoo.com

ریاستیں مسلمانوں سے برسر جنگ ہیں؛

و لو درس هولاء فقه الامان و الاستئمان ، و أحكامه فى الشريعة الاسلامية بمختلف مذاهبها ، لايقنوا ان هولاء السياح و امثالهم لهم حق الامان ، الذى اعطاهم اياه الاسلام ، و لو كانوا فى الاصل حربيين ، و دولهم محاربة للاسلام و المسلمين ، و بهذا حرمت دماؤهم و اموالهم ۔(۲)

شیخ قرضاوی صراحت کرتے ہیں کہ یہ فقہ صحیح نہیں ہے اور علما کی ذمہ داری ہے کہ اس کی غلطی واضح کریں۔(۳)

وہ خصوصاً ذکر کرتے ہیں کہ ان کی فقہ کی اہم غلطیاں درج ذیل امور میں ہیں:

۱۔ جہاد کے حکم کی حقیقت اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی صحیح نوعیت؛

۲۔ اہل ذمہ کے ساتھ تعلقات کی صحیح نوعیت؛

۳۔ برائی کو بدلنے (تغییر منکر) کا صحیح طریق کار؛

۴۔ حکمران کے خلاف خروج کے لیے شرائط؛ اور

۵۔ مسلمان کی تکفیر کا مسئلہ۔(۴)

پھر نتیجہ وہ یہ نکالتے ہیں کہ ان لوگوں کے خلوص میں کوئی شک وہ شبہ نہیں ہے لیکن مسئلہ ان کی فکر میں ہے:

ازمة هولاء ازمة فكرية ۔ لقد تبين ان آفة هولاء ۔ فى الاغلب ۔ فى عقولهم ، و ليست فى ضمائرهم ، فاكثرهم مخلصون ، و نياتهم صالحة ، و هم متعبدون لربهم ... (۵)

تاہم ساتھ ہی وہ یہ بھی قرار دیتے ہیں کہ حسن نیت سے غلط کام صحیح نہیں ہو جاتا۔

تغییر منکر کے طریق کار میں ان لوگوں کو کیا غلطی لاحق ہوئی ہے؟ شیخ قرضاوی اس سوال کے جواب میں ان شرائط کا ذکر کرتے ہیں جن کی پابندی تغییر منکر کے لیے اٹھنے والوں پر عائد ہوتی ہے:

۱۔ یہ کہ اس کام کے برائی ہونے پر اجماع ہو کیونکہ اجتہادی مسائل پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا؛

۲۔ وہ برائی واضح و آشکارا ہو جس کے لیے تجسس کی ضرورت نہ ہو؛

۳۔ جس وقت اس برائی کا ارتکاب ہو رہا ہو اس وقت اسے روکنے اور تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے، ایسا نہ ہو کہ ارتکاب کے بعد یا ارتکاب سے پہلے تغییر منکر کے نام پر اقدام کیا جائے۔

۴۔ تغییر منکر کے لیے کی جانے والی کوشش میں زیادہ بڑی برائی یا برابر کی برائی وجود میں نہ آئے کیونکہ شرعی طور پر مسلم ہے کہ ضرر کو اس سے بڑے یا برابر کے ضرر کے ذریعے دور نہیں کیا جائے گا۔(۶)

یہاں شیخ قرضاوی امام غزالی کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ تغییر منکر کے متعدد مراتب ہیں، جیسے اس بات کی توضیح کہ یہ کام برا ہے، اس کے خلاف وعظ و نصیحت، زجر اور تخویف، ہاتھ سے براہ راست تبدیل کرنے کی کوشش، مار پیٹ کی دھمکی، برائی کے مرتکب کے خلاف طاقت کا استعمال اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو مغلوب کرنے کی کوشش اور اس ضمن میں آخری تدبیر کے طور پر اسلحے کا استعمال یا اس کی دھمکی۔

شیخ قرضاوی کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ تغییر منکر کے لیے اسلحے کا استعمال بالکل آخری حربہ ہے لیکن وہ اس کے عدم جواز کے لیے استدلال یہ کرتے ہیں کہ اس کام کے لیے معاصر قوانین کے تحت افراد کو اجازت نہیں ہے بلکہ یہ ریاست کے کرنے کا کام ہے۔ درحقیقت شرعی وفقہی لحاظ سے بھی یہ کام افراد کے کرنے کا نہیں، بلکہ ان لوگوں کے کرنے کا ہے جن کے پاس ولایہ ہے، جیسا کہ اس باب میں ہم تفصیل سے واضح کر چکے ہیں۔ شیخ قرضاوی نے خود بھی آگے تصریح کی ہے:

و هذا فی الغالب انما یکون لکل ذی سلطان فی دائرة سلطانه، کالزوج من زوجته، و الأب مع أبنائه و بناته، الذین یعولهم و یلی علیهم، و صاحب المؤسسة داخل مؤسسته، و الأمیر المطاع فی حدود امارته و سلطته، و حدود استطاعته، و هکذا ۔(۷)

عام لوگ یہ کام اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو جس فساد کا وہ خاتمہ چاہتے ہیں اس سے بڑا فساد وجود میں آجاتا ہے۔

شیخ قرضاوی یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ منکر سے مراد حرام ہے، خواہ صغائر میں ہو یا کبائر میں، اگرچہ صغائر کے معاملے میں کبائر کی بہ نسبت تخفیف سے کام لیا جائے گا۔ چنانچہ منکر کی تعریف میں مثال کے طور پر مستحبات کا ترک شامل نہیں ہے۔(۸)

اس کے بعد شیخ قرضاوی اس امر کی طرف آتے ہیں کہ جب منکر کا ارتکاب حکمران کی جانب سے ہو رہا ہو تو کیا اس کے خلاف طاقت کا استعمال کیا جا سکتا ہے؟ اس ضمن میں وہ ان روایات کی، جن میں ایسے حکمرانوں کے خلاف طاقت کے استعمال کا ذکر آیا ہے، وہ تاویل ذکر کرتے ہیں جو محدثین نے اختیار کی ہے اور جس پر اس باب میں ہم تفصیلی بحث کر چکے ہیں، کہ یہاں طاقت کے استعمال سے مراد لازماً اسلحے کا استعمال نہیں ہے۔(۹)

ہم اس باب میں امام جصاص کے حوالے سے اس پر تنقید کر چکے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ طاقت کے استعمال کا لازمی مفہوم اسلحے کا استعمال نہیں ہے لیکن آخری تدبیر کے طور پر، جبکہ دوسری شرائط پوری ہو رہی ہوں، تو اسلحے کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ امام ابوحنیفہ کا موقف ہے۔(۱۰)

البتہ شیخ قرضاوی کا اٹھایا گیا یہ نکتہ نہایت اہم ہے کہ حکمران انفرادی طور پر برائی کا ارتکاب کرتا ہو تو معاملہ کچھ اور ہوتا ہے لیکن جب پوری ریاستی مشینری منکر کے ارتکاب پر لگی ہوئی ہو تو کیا شراب کی چند بوتلیں توڑ دینے، یا موسیقی کی کسی محفل پر دھاوا بول کر چند لوگوں کی مار پیٹ سے تغییر منکر ہو جاتا ہے؟

ولکن السؤال الأصعب فی المنکر اذا کان من عمل الدولة و أجهزتها و مؤسساتها المختلفة، و تجلی ذلک المنکر فی انحرافات فکریة و تشریعیة و اعلامیة وسیاسیة واقتصادیة و تربویة و سلوکیة . هذه لا یستطیع الأفراد أن یغیروها بالید ، لأنها لیست مجرد قدح من الخمر یشرب ، أو حفل غناء محرم ، انها منکرات تغلغلت فی کیان المجتمع ، مهدت لها أفکار ، و قامت علیها تقالید، و حمتها قوانین ، و رعتها مؤسسات . فلا یتصور تغییر هذا کله من قبل فرد غیور أو أفراد متحمسین ، ان هذا یحتاج الی تغییر نظام بنظام ، و حیاة بحیاة، و

فلسفة بفلسفة أخرى ۔[۱۱]

شیخ قرضاوی نے اس باب میں اور بھی کئی اہم نکات اٹھائے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستانی اہل علم بھی آگے بڑھ کر پاکستان کے خصوصی تناظر میں اس موضوع پر تفصیلی مباحثہ کر کے اس حیران وششدر قوم کے لیے صحیح طرز عمل تجویز کریں۔و ما علینا الا البلاغ ۔

حوالہ جات

۱۔ فقہ الجہاد۔ج ۲،ص ۱۰۳۰

۲۔ ایضاً۔ص ۱۰۳۴

۳۔ ایضاً۔ص ۱۰۳۵

۴۔ ایضاً۔ص ۱۰۳۵۔۱۰۳۶

۵۔ ایضاً۔ص ۱۰۳۶

۶۔ ایضاً۔ص ۱۰۴۰۔۱۰۴۱

۷۔ ایضاً۔ص ۱۰۴۵

۸۔ ایضاً۔ص ۱۰۴۱

۹۔ ایضاً۔ص ۱۰۴۷۔۱۰۴۸

۱۰۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

Sadia Tabassum, "Recognition of the Right to Rebellion in Islamic Law with Special Reference to the Hanafi Jurisprudence", *Hamdard Islamicus*, 34: 4 (2011), 55-91.

مزید تفصیل کے لیے انھی مصنفہ کا پی ایچ ڈی کا غیر مطبوعہ مقالہ دیکھیے:

Legal Status and Consequences of Rebellion in Islamic and Modern International Law: A Comparative Study (Islamabad: International Islamic University, 2016)

۱۱۔ ایضاً۔ص ۱۰۴۹